ہُوَ الحَبِیبُ ... وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

درسِ حدیث

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زہدِ کامل، صحابہ کی فتوحات، عدل و انصاف کی فراہمی، غیروں کا اسلام میں داخل ہونا

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۷۲، سائیڈ بی ۸۳-۱۱-۱

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّد وّآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! حضرت علی کرم اللہ وجہ کی روایت ہے اُنھوں نے بتلایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا گیا مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَکَ آپ کے بعد ہم کسے امیر بنائیں ارشاد فرمایا کہ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَابَکْرٍ اگر ابوبکر کو امیر بناتے ہو تَجِدُوْہُ اَمِیْنًا زَاھِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَۃِ انھیں ایسا پاؤ گے کہ نہایت امانت دار اور زاہد ہوں گے۔

زاہد اور راہب میں فرق

زہد کہتے ہیں دُنیا سے دل کی بے رغبتی کو، دل کی بے تعلقی کو دُنیا سے اُن کے قلب کو کوئی لگاؤ نہیں ہوگا۔ ایک راہب ہوتے ہیں کہ جو ترکِ دُنیا کر کے بیٹھ جاتے ہیں تو وہ تارک الدنیا کہلاتے ہیں یہ منع ہے اور ایک مطلب یہ ہے کہ آدمی دُنیا کے سارے کام کرے اور اس کے پاس چاہے دولت بھی ہو، مگر اُسے دُنیا سے اور دولت سے محبّت نہ ہو، رغبت نہ ہو وہ زاہد ہے۔

نبیوں میں بادشاہ بھی تھے مگر وہ زاہد بھی تھے

تو انبیاء کرام میں بادشاہ بھی گزرے ہیں حضرت داؤد علیہ السّلام حضرت سلیمان علیہ السّلام، اور حکام میں گزرے ہیں حضرت یوسف علیہ السّلام یہ سب حضرات باوجود اس کے کہ وزیر تھے یا

حاکم تھے حاکم بھی بہت بڑے، حضرتِ سلیمان علیہ السّلام کی پُوری دُنیا پر حکومت تھی اس کے باوجود اُن کو زاہد کہا گیا، اُن کو دُنیا سے بالکل محبّت نہیں تھی۔ زہد کا مطلب ہی یہ ہے کہ آدمی کو اس دُنیا کے مال اور اسباب سے محبّت نہ ہو، تعلّق نہ ہو بلکہ اُس کے دل کا تعلّق اللہ کی ذات سے ہو یہ زاہد ہے، چاہے کتنی ہی بڑی حکومت کا مالک ہو جائے اور اگر دل میں دُنیا کی محبّت ہے چاہے وہ الگ کُٹیا ڈال کر دُنیا سے بالکل الگ ہو جائے تو وہ تارک الدنیا نہیں ہے وہ دُنیا دار ہے زاہد نہیں ہے

اسلام نے زہد کی حقیقت واضح کی ہے دیگر مذاہب والے اس کو نہیں سمجھے

اسلام نے زُہد کی حقیقت بتلائی ہے، دوسری قوموں میں خصوصًا عیسائیوں میں یا دوسرے لوگوں میں حقیقت پر توجہ نہیں ہوئی اور اُنھوں نے زیادہ تر یہی کیا کہ تارک الدنیا ہو گئے۔ عیسائیوں نے بھی یہ کیا ہے۔ ہندوؤں میں بھی یہ ہے، پنڈت اور سادھو ہوتے ہیں، وہ جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اسلام نے یہ چیز منع کی ہے۔ اسلام نے بتا دیا کہ تمہارے اِس عمل کو کر لینے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ فرق جو پڑتا ہے وہ تو قلب سے پڑتا ہے وہ صحیح ہو جائے اور اُس کا تعلّق نہ رہے دُنیا سے، چاہے دُنیا داری میں اُسے جھونک دیا جائے۔ چاہے اُسے ساری حکومت دے دی جائے۔ سلطنت دے دی جائے پھر بھی وہ ایسے ہی رہے گا کہ قلبی تعلّق نہیں ہو گا اُس سے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی دنیا سے بے رغبتی کا قصّہ

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کے شروع ہی میں آتا ہے کہ اپنے دَورِ حکومت میں لکھا کہ دیکھو جو حدیثیں نظر آئیں اُن کو جمع کر لو اور لکھ لو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں علم اور عُلماء ختم نہ ہو جائیں ایک دفعہ اُنھوں نے لکھا کہ دین کی سُنتیں ہیں فرائض ہیں چھوٹے اور بڑے احکام جو مکمّل کر لے اُس نے ایمان کو مکمل کر لیا اور جس نے ان میں کمی چھوڑی اُس کے ایمان میں کمی رہی اور میں بتاؤں گا تمہیں فَاِنْ اَعِشْ فَسَاُبَیِّنُھَا لَکَ اگر میں زندہ رہا تو وہ میں بتلاتا رہوں گا اور اگر مر گیا زندہ نہ رہا تو فَمَا اَنَا عَلٰی صُحْبَتِکُمْ بِحَرِیْصٍ تو تمہارے ساتھ رہنے کا مجھے لالچ بھی نہیں ہے میرے ذہن میں یہ بھی نہیں ہے کہ میری زندگی لمبی ہو حکومت پر میں رہوں یہ نہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی اسلامی حکومت دُنیا کی واحد سپر پاور تھی

تو اُن کی حکومت اتنی بڑی تھی کہ

دُنیا میں سب سے بڑی تھی۔ دوسرا بلاک جو تھا عیسائیوں کا وہ اُن کے مقابلے کا نہیں تھا اُن سے کم تر تھا۔

دو تین سو سال پہلے تک برطانیہ اور یورپ کی بدحالی

جو یورپ میں رہ گیا غیر ترقی یافتہ علاقہ بالکل جنگلی لوگ وہاں کے، برطانیہ تو بالکل ہی پیچھے تھا دو سو سال ساڑھے تین سو سال پہلے تک تو اس کا حال یہ تھا کہ وہاں غاروں اور گھاٹوں میں رہتے تھے۔ دروازے نہیں ہوتے تھے، دروازے کے بجائے چمڑے کے پردے لٹکے ہوتے تھے اور ایک ہی جگہ ہوتی ہے۔ وہیں اپنے جانوروں کو باندھتے تھے۔ وہیں خود رہتے تھے ہر چیز وہیں ہوتی تھی اور ننگے بھی رہتے تھے اب وہی ننگے رہنا اُن کا فیشن بن گیا یہ اُن کے جنگلی پنے کی چیز تھی پھر وہ فیشن بن گئی تو اُن کے یہاں علاج بھی کوئی نہیں تھا۔ جھاڑ پھونک (اور جڑی بوٹیوں) کے سوا یہ جو بالکل شمار میں ہی نہیں تھا۔ باقی یہ روم جو تھا اٹلی کا حصہ یہ قابلِ شمار تھا تو اس وقت کوئی سلطنت مسلمانوں کے مقابلہ کی تھی ہی نہیں تو حضرت عمر بن عبدالعزیز جو دُنیا میں سب سے بڑی سلطنت کے حکمرانِ اعلیٰ تھے وہ فرماتے ہیں فَاِنْ اَمُتْ فَمَا اَنَا عَلٰی صُحْبَتِکُمْ بِحَرِیْصٍ اگر میں مرجاؤں تو مجھے تمہارے ساتھ رہنے کی کوئی طمع نہیں کوئی خواہش نہیں ان کے دَور کو خلفائے راشدین کے دَور جیسا کہا گیا۔ اُنھوں نے بہت انصاف کیا، انصاف کی وجہ سے اسلام بہت پھیلا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب شام کا علاقہ فتح کر رہے تھے تو اُنھوں نے ٹیکس لگا دیا جزیہ لگا دیا۔

جزیہ کا مطلب

تو جزیہ کا مطلب یہ ہے کہ تم خراج (ٹیکس) دو گے تو ہم تمہاری جان اور تمہارے مال کی حفاظت کریں گے، جان اور مال کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت کی ہے اگر قانون بدل جائے اور اسلامی حکومت آجائے تو حکومت اپنے پاس سے خون بہا دے گی اگر قاتل کا پتہ نہ چلے۔ اسی موجودہ قانون میں ایسا نہیں ہے اور شاید نہ ہی آپ نے سُنا ہو کہیں کہ دیا گیا ہے جب سے انگریزی قانون رائج ہوا۔

شام کی فتح کے دوران حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا انصاف اور اس کا اثر

تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جزیہ لے لیا اور (مزید فتوحات کے لیے) آگے بڑھ گئے۔ جہاں جہاں آبادیاں آتی گئیں، وہ آبادی سے صلح کرتے رہے دوسری طرف

وہ عیسائی جمع ہو گئے مقابلے کے لیے۔ مقابلے کئی ہوتے ہیں بڑی سخت لڑائیاں ہوئی ہیں۔ عیسائیوں نے تیاری کی اور پھر حملہ کر دیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ کو ضرورت پڑی اس چیز کی کہ یہ پیچھے ہٹ کر محفوظ جگہ جائیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تو ان عیسائیوں نے کہا کہ آپ نے ہم سے جزیہ لیا ہے اور اب آپ واپس جانے لگے وہ جزیہ کی رقم تو ہمیں واپس کر دیں، ہم سے تو آپ نے ٹیکس وصول کیا ہوا ہے وہ واپس کر دیں (اُنھوں نے واپس کر دیا) وہ کہنے لگے کہ اگر یہ (عیسائی) لوگ جو پہلے ہمارے حکام تھے۔ اُن کے پاس ہمارا اتنا تو کیا اتنا (تھوڑا مال) بھی گیا ہوتا تو بھی وہ واپس نہ کرتے اور ان (مسلمانوں) کی تعریف کی اور اُن سے مدد کا پھر وعدہ کیا کہ آئندہ آپ آئیں تو پھر مدد کریں گے تو ہر قل کے لشکر والے جب آتے ہوں گے اُدھر سے تو دو دن چار دن دس دن جتنے دن بھی۔ لگے ہوں گے ان کے تسلط میں اس دوران دونوں کے رویّوں کا فرق نظر آیا تو پھر وہ قائل ہوئے اور اسلام میں داخل ہوئے تو اسلام کا پھیلنا بھی انصاف اور سچائی کی وجہ سے ہوا ہے۔ سچائی کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

مغرب کا دوغلہ پن

آج جو یورپ ہو کر آتا ہے وہ تعریفیں کرتا ہے کہ وہاں لین دین میں سچے ہیں ہمارے یہاں تو انھیں ہر چیز (خرابی) گوارا ہے اپنے یہاں گوارا نہیں وہ ایک چھوٹا سا قصہ واٹرگیٹ اسکینڈل (امریکی صدر نکسن) کا ہو گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو نکلنا پڑ گیا اور اب اس نے گرینیڈا پر حملہ کیا ہے تو اب اس کے بارے میں سوالات ہو رہے ہیں کہ یہ ہے وہ ہے ممکن ہے اسے بھی جانا پڑ جائے۔ اپنے اُوپر جو حکمران اُن کا آئے اُس کے بارے میں وہ چاہتے ہیں کہ وہ نیچے کے (ماسوا رفی شی کے) گھٹیا عیبوں سے صاف ہو اور دوسری قوموں کے ساتھ جو کرتے ہیں وہ اپنے یہاں گوارا نہیں۔

حضرت ابوبکر رضؓ کا زہد آخری وقت کی گفتگو

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاکم ہیں اور سلطنت ایسی بڑھتی چلی جارہی ہے مگر اُن کے ذہن میں کوئی چیز نہیں آتی اُنھیں تو دُنیا سے کوئی تعلق نہیں تھا جب وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ مجھے کفن کاہے کا دو گے کس چیز کا کفن ہوگا۔ عرض کیا کہ نیا کپڑا لے لیں گے کہنے لگے نہیں نیا زندہ لوگوں کے لیے ہے اور مجھے تو یہ دھو دینا کپڑے۔ اپنے لیے پرانے کپڑے (پسند فرمائے) سب حساب کیا بیت المال کا اور اس سے کوئی چیز لیتے ہی نہیں تھے جتنی ضرورت تھی مقرر کر رکھا تھا اتنا ہی لیتے تھے بیت المال سے

صحابہ کا اصرار وظیفہ مقرر کرنے کی وجہ

اور یہ بھی اس لیے کہ انہوں نے (صحابہ کرامؓ نے) کہا کہ اب مناسب نہیں کہ آپ کاروبار کریں تو لوگوں نے دیکھا تو منع کیا جب اُنھوں نے کاروبار چھوڑا تو پھر وظیفہ مقرر کر لیا بیت المال سے اپنے لیے مگر اتنا کہ جو کم سے کم خرچ ہو۔ کم سے کم میں جو گزارا ہو جائے۔

بیت المال کے خزانہ کی مثال

اور اُس کا حکم (درجہ) بھی اُنھوں نے یہ رکھا کہ جیسے یہ یتیم کا مال ہو، اگر کسی آدمی کے پاس یتیم کا مال ہو تو پھر وہ یہ کرے گا کہ اُس مال میں تجارت کرے گا اور اپنے گزارہ کے لیے جتنا دیانتداری سے ضرورت ہے اتنا رکھے گا اُس یتیم کے چاہے دس مربعے ہوں وہ یہ نہیں کرے گا کہ پانچ کی آمدنی کھا جائے یا نقصان میں دکھاتا رہے اور کھاتا رہے اور اگر اِس آدمی کو کہیں اور سے پیسے مل گئے اور یہ بھی کسی طرح مالدار ہو گیا تو پھر اُس کا مال واپس، ادا کر دینا چاہیے تو مالِ یتیم کا یہ حال ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تعریف فرمائی کہ اگر تم نے اُنھیں امیر بنایا تو امین پاؤ گے زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ دُنیا سے اُن کی بے رغبتی ہو گی۔

لطیف نکتہ زاہد تمام اور ناتمام

اور یہ بات بھی ناتمام ہے کہ دُنیا سے کسی کو بے رغبتی ہو جاتے یہ بے معنٰی سی بات ہے اتنے آدمی خودکشی کرتے ہیں یورپ میں یہاں اور وہاں، آتا ہے اخبارات میں کہ یہ رجحان بڑھتا جا رہا ہے جو خودکشی کر رہے ہیں وہ زاہد فی الدنیا تو ہو گئے جو دُنیا کو چھوڑ ہی چکا ہے۔ دنیا کی کسی بھی چیز کو لالچ کی نگاہ سے نہیں دیکھ رہا تو وہ ہے زاہد فی الدنیا فقط وہ نامکمل بات ہے، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل بات فرمائی زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ یہ بات بالکل مکمل ہے کہ دُنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت، آخرت سے محبت، جو کام کرتا ہے آخرت کی تیاری کے لیے کرتا ہے۔ وہی مطلوب ہے، آگے دوسرے حضرات کا ذکر ہے۔ حضرت عمرؓ کا ذکر ہے اُس کے بعد پھر حضرت علیؓ کا ذکر ہے وہ بھی ان شاء اللہ آپ کو سنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)